دائمی عہد بندھی (مسیحی نکاح کی الٰہیات)

مؤلف : فادر عمانوئیل عاصی
مرتبہ : مسدس کیتھرین
ناشر : مکتبہ عناویم، پوسٹ بکس ۷۹۱۸، کراچی - ۷۴۴۰۰
اشاعت : جون ۱۹۹۵ء
صفحات : ۷۶
قیمت : ۲۵روپے

۱۹۹۲ء کے آغاز میں وطنِ عزیز کی مسیحی برادری کے کچھ حلقوں میں اقتصادی طور پر خود کفیل اور سوچ کے اعتبار سے آزاد خیال خواتین کے بارے میں اس لیے تشویش پائی جاتی تھی کہ وہ شریک حیات کے انتخاب میں مذہب تبدیل کرنے سے بھی گریز نہ کرتی تھیں، اور اُن کے "جذباتی" فیصلے اکثر نہ صرف اُن کے اہلِ خاندان، بلکہ خود اُن کی ذات کے لیے پریشان کن ثابت ہوتے تھے۔ [دیکھیے: عالم اسلام اور عیسائیت، مارچ ۱۹۹۲ء، صفحات ۲۴-۲۶] فروری ۱۹۹۲ء میں اُس وقت کی قومی اسمبلی کے ایک مسیحی رکن کی قیادت میں نکلنے والے احتجاجی جلوس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا تھا کہ "مسیحی خاتون کے مذہب تبدیل کرنے سے قبل اس کے خاندان اور شوہر کو ایک ماہ قبل نوٹس دیا جائے اور اتنا عرصہ اس خاتون کو دارالامان میں رکھا جائے،" تاہم اِس سنجیدہ مسئلے پر وسیع تر تناظر میں غور و فکر کے لیے کیتھولک تنظیم "قومی کمیشن برائے امن و انصاف، پاکستان" نے ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ (پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان: ۶-۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء) جِس کا موضوع "مسیحی نکاح کی بے حرمتی" تجویز کیا گیا تھا، اگرچہ مذہب تبدیل کرنے والیوں میں سب ہی منکوحہ نہ تھیں۔ سیمینار کے لیے تجویز کردہ موضوع کی "جذباتیت" سے قطع نظر جناب عمانوئیل عاصی نے اپنے مقالے کے لیے "مسیحی نکاح کی الٰہیات" کا عنوان منتخب کیا۔ اُن کا مقالہ بنیادی طور پر متی ۱۹:۶ (پس اب وہ دو نہیں، بلکہ ایک تن ہیں، پس جسے خدا نے جوڑا ہے، اُسے انسان جدا نہ کرے) کی تشریح و توضیح پر مشتمل تھا، تاہم اُنہوں نے مسیحی نکاح کے تقدیس کو درپیش زیادہ تر داخلی اور اجمالاً خارجی خطرات پر گفتگو کی۔

یہی مقالہ کتابی صورت میں پیش نظر ہے۔ جناب عاصی نے مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ "یسوع نے --- نکاح کو ناممکن التفریق قرار دینے کی شریعت اور ضابطہ دیا، یعنی خدا نے [مرد و زن] دونوں کو نکاح کے عہد میں جوڑا کہ وہ مساوی ہیں، اس کی نظر میں وہ دو نہیں، ایک ہیں، لہذا علیحدگی اور طلاق کسی بھی حالت میں جائز نہیں۔ بعد میں رسولوں کے دور میں عارضی علیحدگی [کو] خاوند کی سلامتی کا عبوری اور عارضی حل سمجھ کر اپنایا گیا۔ یہ کسی بھی طرح جائز نہیں، کیوں کہ نکاح میں طلاق کی اجازت نہیں دی گئی۔" (ص ۵۷) اور اس طرح نکاح واضح طور پر "دائمی عہد بندی" ہے۔

جناب عاصی کا یہ نقطۂ نظر کیتھولک چرچ کی تعلیمات کے عین مطابق ہے، مگر انھیں اس بات سے شدید اختلاف ہے کہ تجرّد کی زندگی کو ازدواجی زندگی سے برتر سمجھا جائے۔ آج چرچ میں تجرّد کو اتنی زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ اس کے مقابلے میں نکاح اور ازدواجی زندگی محض دنیوی عمل سمجھا جانے لگا ہے، اور کہیں کہیں تو اسے خدا کے فضل و برکت کے بجائے گناہ کا نتیجہ گردانا جاتا ہے۔ جناب عاصی کے نزدیک چرچ کے اس ذہنی اور عملی رویّے کا سبب اس پر مردانہ مزاج اور کاہنانہ اختیارات کا غلبہ ہے جو صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ چرچ رہنماؤں نے "عہد نامہ قدیم" کی کتاب "تکوین" کی جس طرح تشریح کی ہے، اس کے نتیجے میں موروثی گناہ کی ذمہ دار عورت ہے، اور اس جُرم کے باعث وہ مرد سے کم تر خیال کی جانے لگی ہے۔ سینٹ آگسٹین نے عورت کو "آزمائش کی جڑ، شیطان کی محکوم اور نسلِ انسانی کو برباد کرنے والی" قرار دیا ہے۔ (ص ۶۴) آبائے کلیسیا میں سے ترتولین نے کہا۔

> کیا تمھیں احساس ہے کہ حوّا تیری جنس پر خدا نے جو لعنت بھیجی ہے وہ اب بھی جاری ہے۔ تم اس کی قصور وار ہو، تمھیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ تم بدی کا دروازہ ہو، تم نے حیات کے درخت کو پامال کیا ہے، تم نے خدا کی شبیہ آدم کو بہکایا ہے، تو موت کے لائق ہے۔ (۶۴)

جناب عاصی کے نزدیک "نکاح تمام رشتوں سے اعلیٰ، افضل، بہتر اور بالاتر ہے، اس لیے ہر وہ ضابطہ جو نکاح کے تقدّس کے لیے خطرہ ہے، توڑا جا سکتا ہے۔ (ملخص، ص ۴۴) کیتھولک چرچ کی روایتی تھیالوجی جو متجردانہ زندگی کی غیر معمولی اہمیت اور عورت کی کم تر حیثیت پر زور دیتی ہے، مسیحی نکاح کو درپیش خطرہ ہے، اس لیے روایتی تھیالوجی کا تنقیدی جائزہ لے کر مسیحی نکاح کے تقدّس کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ (ص ۶۲)

مرد و زن کی کامل مساوات کے حوالے سے جناب عاصی نے وطنِ عزیز میں اسلامی قوانین کے نفاذ پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور شاید نفاذِ شریعت اُن کے نزدیک مسیحی نکاح کے تقدّس کو لاحق خارجی خطرہ ہے۔ اُن کے بقول "اسلامائزیشن کے عمل نے عورتوں کو مزید کم تر، بے آواز اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر کے آدھا انسان بنا دیا ہے، بلکہ انسان تو رہنے ہی نہیں دیا، بلکہ آدھا

مرد بنانے میں مدد کی ہے۔" (صفحات ۶۷-۶۸)

حیرت ہے کہ اسلامی قوانین (جو قرآن و سنت پر مبنی ہیں) پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب عاصی نے سیکولر اور لبرل نقطۂ نظر کو اہمیت دی ہے اور الٰہی قوانین کو براہ راست دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی، جب کہ طلاق کی کامل نفی پر سیکولر اور لبرل اعتراضات کو سرے سے اہمیت نہیں دی۔ کون نہیں جانتا کہ پروٹسٹنٹ چرچوں نے علیحدگی کو تسلیم کیا ہے اور مسیحی اکثریت کے سیکولر معاشروں میں طلاق اس کثرت سے ہو رہی ہے کہ خاندانی زندگی خطرے میں نظر آنے لگی ہے۔ کیتھولک چرچ کی جن تعلیمات اور تعبیرات سے اختلاف کرتے ہوئے لوگ (اور بالخصوص عورتیں) علیحدہ ہو رہی ہیں، اُن میں طلاق کی نفی بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں ڈیڑھ دو سال پہلے نیویارک سے شائع ہونے والی کتاب The Recovering Catholic: Personal Journeys of Women who left the Church خاصی معلومات افزا ہے۔

بات یہ ہے کہ مسلمان اور مسیحی مذہبی رہنماؤں کو ایک دوسرے کے مذاہب کے بارے میں لکھتے ہوئے یہ امر تسلیم کر لینا چاہیے کہ ایک کیتھولک ماہر الٰہیات کے لیے بائبل کا متن جتنا مقدّس ہے، اتنا ہی مسلمان عالم کے لیے قرآن کا متن بنیادی ہے۔ جناب عاصی نے تجویز کیا ہے کہ "اگر ہم نے سنجیدہ، منظم اور متحد ہو کر گہرائی کے ساتھ ان امور [یعنی نفاذِ شریعت] پر غور نہ کیا تو ملّا ازم (جو اسلام کی روح کی تردید اور نفی میں ہے) کے حوصلے بلند اور اثرات و حملے بڑھتے جائیں گے۔" (ص ۶۸) علمائے کرام کی پیش کردہ تعبیر اسلام کو ہمارے "جدیدیت دوست" دانش ور گزشتہ صدی ڈیڑھ سے بالعموم "ملّا ازم" کہتے اور اپنی پیش کردہ تعبیر کو اسلام کی روح (Spirit of Islam) قرار دیتے آئے ہیں، مگر کیا یہ لوگ واقعی مسلمان معاشرے میں کوئی مقام رکھتے ہیں؟ اس تبصرے میں اِس بات کی گنجائش نہیں کہ "مسلم جدیدیت" کا جائزہ لیا جائے، مختصراً اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ "جدیدیت" نو آبادیاتی دور کے تناظر میں وجود میں آئی اور آج محض تاریخ کا حصہ ہے۔ آج کے مسلمان معاشروں میں "جدیدیت" محض بے وقت کی راگنی ہے۔

۷۶ صفحات کے کتابچے کا تقریباً ایک تہائی حصہ (صفحات ۶-۷، صفحات ۱۲-۳۳) مرتبہ مسدّس کیتھرین اور مؤلف کے دوسرے کرم فرماؤں کے تاثرات پر مبنی ہے۔ تاثرات میں بالعموم کوئی نئی بات نہیں کہی گئی، بلکہ اصل مقالے کے بعض حصوں کی تلخیص یا تشریح کر دی گئی ہے۔

مقالے اور "تاثرات" کی زبان و بیان سے قطع نظر کتاب کی اغلاط بہت زیادہ ہیں، البتہ مکتبہ عناویم نے مقالہ سادہ اور خوبصورت سرورق کے ساتھ، سفید کاغذ پر شائع کیا ہے۔ (ادارہ)